افادات مولانا سمیع الحق، مدیر الحق

خطبہ عید الاضحیٰ ۱۴۰۶ھ

اسلام۔ قربانی اور جان نثاری کا مذہب

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کی علالت کی وجہ سے عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں نماز عید الاضحیٰ ۱۴۰۶ھ سے قبل مولانا سمیع الحق کا خطاب جسے ٹیپ سے قلم بند کیا گیا تقریباً ۲۵ ہزار افراد نے اجتماع میں شرکت کی

عبدالقیوم حقانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

قال اللہ تعالیٰ ملۃ ابیکم ابراہیم ھو سمٰکم المسلمین !!

معزز و محترم بزرگو اور بھائیو! ہم یہاں کس لئے آئے؟ آج ہماری عید ہے، عید خوشی اور مسرت کو کہتے ہیں۔ تمام قومیں، عیدیں اور خوشیاں مناتی ہیں دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں، جس کا دنیا میں قومی تہوار اور جشن نہ ہو۔ مگر ہمارا اور دوسری قوموں کا ایک فرق اور بہت بڑا فرق ہے۔ کہ ان کی خوشیاں اور جشن دنیاوی چیزوں کے ساتھ وابستہ ہوتے ہیں مثلاً موسم بدلا، بہار آئی، کہتے ہیں عید ہے۔ یا فاتح یا کوئی جرنیل پیدا ہوا ہے اس کی خوشی میں قومی تہوار ہے۔ یا ایک ملک فتح ہوا تو خوشیاں مناتے ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ بھی ایسے ہزاروں کارناموں سے معمور ہے۔ اللہ پاک نے جس قدر عظیم تاریخ ساز شخصیتیں، فاتحین و مجاہدین، جرنیل، سپہ سالار اور عظیم الشان شخصیتیں مسلمانوں کو دی ہیں۔ دنیا کی کوئی قوم اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی۔ ہم نے بھی سینکڑوں ملک فتح کئے ہم نے بھی قیصر و کسریٰ، کے تخت تک رسائی کی ہے اور اس کے تاج سے مدینہ کی گلیوں میں گیند کھیلا ہے۔ اور سب سے بڑی خوشی وہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔ ۳۶۰ بت خانہ کعبہ سے نکال دئے گئے بتوں کی خدائی ختم کر دی گئی۔ مگر ہم اس روز بھی عید نہیں مناتے اسی طرح ہمارے لئے عظیم ترین یوم مسرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یوم پیدائش ہے۔ مگر ہم اس روز بھی ہم عید نہیں مناتے۔ یہ ایک عظیم نعمت ہے

مگر تکوینی امور میں ہمارے عمل و ارادے کا اس میں دخل نہیں۔ مگر اسلام کی تو ہر چیز، ہر حکم اور ہر تعلیم عجیب غریب اور حکمت و تدبیر سے معمور ہے۔ اسلام انسان کی زندگی کے تمام چیزوں کو خوشیوں اور مسرتوں عبادات کے ساتھ اور ایثار و قربانی کے ساتھ وابستہ کرتا ہے۔ عمل کا پہلو ملحوظ رکھتا ہے۔ اللہ نے کو دو عیدیں دی ہیں مگر دونوں عیدیں فتوحات، موسموں کے تغیر تبدل کے ساتھ اور عظیم تاریخی کارنامو کے ساتھ نہیں وابستہ کئے۔ بلکہ دونوں کو عبادات کے ساتھ وابستہ کردیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ عید الفطر بھی ایک بہت بڑی مسرت کا موقعہ ہے مگر اس لئے کہ مسلمانوں نے روزہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے بھوک، سختی اور فاقہ میں گزار دیا، پیاس میں گزار دیا۔ گرمی برداشت کی، شب بیداری کی۔ نفس کا مقابلہ کیا۔ نفس کو مغلوب اور مسخر کیا۔ نفس کا غلبہ اور اس کو کنٹرول کرنا یہ اسلام کی نظر میں عظیم عمل ہے۔

ہم پہلوان اس کو کہتے ہیں جو دوسرے کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر بیٹھ جائے۔ یا دوسرے کو مار ڈالے۔ لیکن اسلام بتاتا ہے کہ پہلوان وہ ہے جس نے پہلے اپنے نفس کو قابو میں لے لیا۔ یہ نفس بھی ایک عجیب چیز ہے انسان کے امتحان کے لئے اللہ پاک نے ہم کو نفس دیا۔ شیطان اور ابلیس کو جو ہم یاد کرتے ہیں ان کا وسیلہ اور ذریعہ بھی یہی نفس ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب مختلف چیزیں پیدا کیں تو ہر چیز سے دریافت فرمایا کہ تو کون ہو؟ اور میں کون ہوں؟ ہر چیز نے کہا کہ یا اللہ تو رب ہے اور میں مخلوق ہوں۔

جب نفس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو نفس نے جواب دیا، انت انت و انا انا۔

تو تو اور میں، میں ہوں۔ گویا نفس نے اس وقت بھی اپنی انفرادیت قائم رکھی۔ اور اپنی عبودیت اور خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اعتراف نہیں کیا۔ آج مغرب کو بڑی طاقت سمجھا جاتا ہے۔ اس نے دنیا کی بڑی طاقتیں اور قوتیں مسخر کی ہیں۔ پہاڑوں کو مسخر کیا، دریاؤں کو مسخر کیا، سمندروں پر قبضہ کیا۔ چاند پر کمندیں ڈال دیں ستاروں سے باتیں کر رہے ہیں ـــ مگر ان کا نفس اندھیروں میں ہے۔ نفس ان پر مسلط ہے۔ مغربی اقوام، اور دہریت کے علمبرداروں اور مسلمانوں میں یہی فرق ہے کہ انہوں نے ساری کائنات زیر و زبر کر ڈالی، مشرق سے مغرب تک پہنچے۔ مگر اپنے نفس کو قابو نہ کر سکے۔ اور نفس کے غلام رہے ؎

جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
اپنے افکار کی دنیا میں سحر کر نہ سکا

سورج کی شعاعیں گرفتار تو کر لیں مگر اپنے دلوں کو منور نہ کر سکے۔ اللہ کی بندگی۔ اللہ کی ذات پر یقین و ایمان، حاصل نہیں۔ نفس پر کنٹرول نہیں تو سارا عالم اور ساری دنیا مصیبت میں مبتلا ہے۔ یہ جو ممالک فتح کرتے

ں جنگ کرتے ہیں ظلم کرتے ہیں آج لاکھوں کی تعداد میں افغانستان کے مہاجرین آپ کے ملک میں پناہ گزین ہیں ب ظالم قوم نے نہتے اور مظلوم افراد پر ظلم و تشدد روا رکھا۔ یہ کیوں؟ یہ اس لئے کہ یہ سب نفس کے بندے ہیں۔ ور یہ ظلم و عدوان نفس کی سرکشیاں ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ اولاً نفس کو قابو میں لاؤ۔ نفس بھی بڑے کام کی چیز ہے جب نفس کو بریک لگا سکتے ہو، اسلام بھی عبادات و ریاضت کے ساتھ ایثار و قربانی کے ساتھ نفس کو برائیوں اور گناہوں سے بریک لگوانا چاہتا ہے۔ اور نفس کو مسخر کرنا چاہتا ہے۔ بھوک برداشت روزہ رکھو تکالیف برداشت کرلو۔ پیاس بھی تھی پانی بھی موجود تھا۔ نفس کا تقاضا ہے کہ پانی پی لے۔ چونکہ خدا کا حکم ہے اس لئے نفس کے تقاضے اور خواہش کو دبا کر خود کو پانی پینے سے روکے رکھا گویا نفس مسخر اور مغلوب کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کامیاب قرار دیتے ہیں۔ واقعۃً یہی لوگ ہیں جو امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں ایسے لوگ ہیں جو اشرف المخلوقات قرار پاتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ساری کائنات میں نے تمہارے لئے مسخر کر دی ہے مگر ہر ایک چیز تم سے چاہتی ہے وہ یہ کہ ساری کائنات تو میں نے مسخر کر دی مگر تم اپنے نفس کو خود مسخر کرو گے۔ جب نفس کی تسخیر کا عمل پورے رمضان میں جاری رہا۔ اللہ کی بندگی اور ریاضت پر کامیاب اترا تو اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس خوشی میں تم عید منا لو، عید الفطر کا حکم دے دیا۔ جو عبادت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اور عبادت کا صلہ اور امتحان کا انعام ہے۔ اسی طرح آج کی یہ عید عید الاضحیٰ بھی کسی جشن، قومی فتح یا موسم کی تبدیلی سے وابستہ نہیں بلکہ اس کی وابستگی بھی ایک عظیم ترین عبادات سے وابستہ ہے۔ کہ انسان ایسے مقام تک عروج کرلے کہ اپنے خواہشات، جذبات، احساسات، محبتیں، تمنائیں، مٹا دے۔ تو پھر اس پر حق ہے کہ عید منا لے۔ اور یہ تمنائیں اور اپنے جذبات کو مٹانے اور خود کو ہر وقت ایثار و قربانی کے لئے تیار رکھنے کا عمل قربانی ہے جو ابھی ہم کچھ دیر بعد کرنے والے ہیں۔

یہ قربانی کیا ہے؟ لوگ کہتے ہیں جدید تہذیب کے دلدادہ کہتے ہیں کہ یہ قربانی ضیاع مال ہے۔ اور حیوانات پر ظلم ہے۔ یہ نام نہاد فلسفی اور یورپی تہذیب کے عشاق، ہمارے قربانی کے خلاف بولتے اور لکھتے رہتے ہیں۔

یہ سوال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوا تھا۔ آپؐ کے زمانہ میں بھی وسوسے اور شبہات پیدا کئے جاتے تھے۔ آپؐ کے زمانے میں بھی لوگ شبہات، وساوس پیدا کرتے اور آپؐ سے پوچھا گیا ما هذه الاضاحی یا رسول اللہ اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کیا چیز ہے ہم اعلیٰ حیوانات اور قیمتی جانیں کیوں ذبح کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:-

سنة ابيكم ابراهيم! ایک جملہ میں ساری بات آگئی۔ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے۔

آپؐ نے فرمایا، فلسفوں اور شکوک و شبہات اور وساوس پر نظر نہ رکھو، حکمتوں پر نظر نہ رکھو، مصالح کو نہ دیکھو مختصر یہ کہ یہ تمہارے باپ کا طریقہ ہے۔ اس کی سنت ہے اور باپ بھی کوئی معمولی نہیں عظیم الشان پیغمبر اولوالعزم پیغمبر جدالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

اب جو لوگ اپنے باپ کی صحیح اولاد ہے اس کی پیروی کرنا چاہتے ہیں تو ابراہیمؑ کا یہ طریقہ نہیں چھوڑیں گے اس زمانہ میں مختلف قومیں حضرت ابراہیمؑ کی اتباع اور پیروی کا دعویٰ کرتی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا مقام دیا ہے۔

وترکنا علیہ فی الاخرین سلم علی ابراھیم اللہ تعالیٰ نے آخری امتوں میں بھی ان کو عظمت ورفعت اور دبدبہ اور شہرت دے دی۔ یہود کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرتے ہیں عیسائی کہتے ہیں کہ ہم حضرت ابراہیم کی پیروی کرتے ہیں۔ ہندوستان کے ہندو اور برہمن کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کی پیروی کرتے ہیں۔ براہمہ اور براہمن ابراہیم سے ہے۔ ہندو جو خود کو برہمن کہتے ہیں یہ حضرت ابراہیمؑ سے نسبت کا اظہار کرتے ہیں۔ غرض کل کی طرح آج بھی ابراہیم کو سیادت حاصل ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کون ہیں جو ان کے طریقوں کو اپنائے ہوئے ہیں سچے پیروکار تو وہی ہیں جو ان کی تعلیمات کو اپناتے ہیں چنانچہ اب بھی آپ تحقیقی مطالعہ کریں تو یہود اور نصاریٰ کی کتابوں میں قربانی کا ذکر ہے لیکن یہود اور عیسائی اور دنیا میں کوئی بھی دوسری قوم حضرت ابراہیمؑ کی سنت قربانی پر عمل نہیں کرتی۔ تمام ہندوستان میں کوئی ہندو قربانی نہیں کرتا۔ صرف اور صرف امت مسلمہ ہی ہے جس نے اپنے باپ کی نسبت کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے تو جو بھی اپنے باپ کے طریقہ و طرز حیات اور اس کی سنت کو اپنائے ہوئے ہے وہی ابراہیمی ہے۔

حضرت ابراہیم کی سنت کیا ہے؟ ابراہیم کی سنت صرف یہ نہیں کہ اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں ذبح کر دیا اور بس، ابراہیم کی ساری زندگی اور سارا کردار قربانی کا کردار ہے۔

دینِ اسلام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ملت ابیکم ابراہیم۔ یہ دینِ اسلام تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے۔ وہی منشور، وہی لائحہ عمل، وہی دستور، اور میری زندگی کا وہی طریقہ جو زندگی گذارنے کے لئے بطور نمونہ سامنے رکھ دیا جاتے ملت کہلاتا ہے۔

ملت امت کو نہیں کہتے۔ ملت اس اجتماعی نصب العین اور پروگرام کو کہتے ہیں جو کسی قوم کے اجتماعی مقصد کو پیش نظر رکھ کر بطور لائحہ عمل ان کے لئے منتخب ہو جائے جیسے کہ آج کل سیاسی جماعتوں کا منشور ہوتا ہے مسلمانوں کا منشور ملت اور لائحہ عمل وہ صرف اور صرف اسلام ہے اور اس پر عمل پیرا مسلم ہیں۔

اور یہ نام بھی ہمارا رکھا ہوا نہیں۔ بلکہ ہو سماکم المسلمین۔

تم مسلمان ہو، یہ نام حضرت ابراہیم نے رکھا، مسلمان کا کیا معنی ہے ؟ مسلمان کا معنی ہے کہ ہر چیز اللہ کے راہ میں قربان کردے۔ ہر چیز سے دست بردار ہوجا، اور ایک عظیم ذات کے سامنے سرنگوں ہوجا۔ تسلیم اور اسلام کا معنی "سپردن" ہے۔ ایک چیز دوسرے کے حوالے کردینا ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

یہ افغان مہاجر حضرات جن سے آپ کا واسطہ ہے عموماً کہتے ہیں کہ دشمن تسلیم ہوگیا، یعنی جب دشمن ہاتھ اٹھالے ہتھیار ڈال دے۔ اور مقابلہ چھوڑ کر مطیع ہوجائے تو کہا جاتا ہے کہ تسلیم ہوگیا۔ ہم بھی جب کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم ہر چیز سے دست بردار ہو کر اللہ کی بارگاہ میں تسلیم ہوگئے ہیں تمام خواہشات، نظریات، تمنائیں اور آرزوئیں اللہ کے حوالے کردیں۔ اور تسلیم بھی کیسی ؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خود تسلیم کی تفسیر کی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

انی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین

کہ میں نے ہر چیز سے رخ پھیر لیا اور صرف ایک ذات یعنی اللہ کی ذات کی طرف متوجہ ہوگیا۔ وہ ذات جو زمین آسمان، تمام کائنات کی مالک ہے۔ لاشریک لہ، اس کے ساتھ اس میں کوئی شریک نہیں وبذالک امرت اور مجھے بھی اللہ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ کہ ہر چیز سے کٹ جاؤ اور صرف میرے در پر جھک جاؤ۔ وانا اول المسلمین اس کا معنی یہ نہیں کہ میں سب سے پہلا مسلمان ہوں اور مجھ سے پہلے کوئی مسلمان ہی نہ تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اے اللہ جب آپ کا حکم ہوگا تو اس کی اطاعت میں سب سے پہلے آگے بڑھنے والا میں ہوں گا۔ میں کسی سے پیچھے نہیں رہوں گا، صف اول میں آپ کے حکم کے تابعداروں میں ہونگا۔ پھر فرمایا

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین ہ

یہ وہ تسلیم ہے کہ میری عبادات، خالص خدا کی رضا کے لئے ہوں گے۔ میری قربانیاں، نسک، نماز اللہ کے لئے ہوگی۔

ترک خواہش یہ بھی قربانی ہے جی سب کا چاہتا ہے کہ سینما دیکھ لیں مگر نفس کی مخالفت کی۔ نماز بھی قربانی ہے کہ وقت کاروبار کا ہے۔ مگر اس کو ترک کرکے نماز کے لئے وقت فارغ کیا۔ ومحیای ومماتی اور میری زندگی اور میری موت بھی سب اللہ کی رضا کے لئے ہوگا۔

ہم مسلمان ہیں نام ہمارا مسلم رکھا گیا ہے۔ وہاں بھی اسمٰعیل و ابراہیم علیہم السلام دونوں جب خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے تیار ہوگئے۔ حضرت اسمٰعیل کو لٹا دیا اور ابراہیم کے ہاتھ میں چھری ہے بیٹے کی گردن پر رکھنے والے ہیں۔

فلما اسلما وتلہ للجبین ۔ یعنی باپ اور بیٹے دونوں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہم مسلمان ہیں۔ باپ نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور بیٹے کو جبین کے بل لٹا دیا۔ تو ہم نے کہا اے ابراہیم مبارک ہو، قربانی قبول ہو گئی۔ تمہارے لئے کامیابی اور خوشی و مسرت ہے۔ حضرت ابراہیم نے جب چھری حضرت اسمٰعیل کی گردن پر رکھی تو اوپر حضرت جبرئیل پہنچتے ہیں اور آواز کرتے ہیں اللہ اکبر اللہ اکبر۔

یہ آپ جو آج کل ایام تشریق میں تکبیرات پڑھتے ہیں اس کا بھی ایک عظیم پس منظر ہے تو حضرت جبرئیل نے آواز دی، ابراہیم چھری مت چلاؤ، یہ امتحان تھا آزمائش تھی مبارک ہو کہ تم اس میں کامیاب ہو گئے۔ تمہاری قربانی قبول ہے سیدنا ابراہیم سمجھ گئے کہ یہ بشارت کی بات ہے۔ خوشخبری ہے تو پکار اٹھے :-

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

اب نیچے سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بھی راز کو سمجھ گئے اور خوشی سے پکار اٹھے اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ۰

یہ جو آپ مسلسل ایام تشریق میں یہ ترانہ اور تکبیرات پڑھتے ہیں یہ حضرت جبرئیل، حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل کی گفتگو ہے۔ اور ہم اس کی نقل کرتے ہیں۔ یہ تکبیرات یہ رمی جمار، یہ قربانی، یہ طواف، یہ صفا مروہ کی سعی۔ یہ سب ابراہیمی ایثار و قربانی کی یادگار ہیں جس کو اللہ نے محفوظ رکھا ہے۔ ہم اس کی ہمیشہ سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ آپ حضرات سب جو قربانی کا فیصلہ کئے ہوئے ہیں یہ سب حضرت ابراہیم کی نقل ہے۔ اور یہ اعلان کرنا ہے

کہ ہماری زندگی کا مقصد یہی ہے کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے طریقے اور اس کی سنت زندہ کر دیں اور اسلام کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں۔

ہماری بدقسمتی ہے اس ملک میں ۴۰ سال سے ہم اسلام کی جنگ لڑ رہے ہیں بدقسمتی سے جس مقصد کے لئے یہ ملک حاصل ہوا تھا وہ مقصد حاصل نہیں ہوا تم جانتے ہو کہ جو بھی آیا ہے اس نے اسلام کا نام لیا اسلام کے نام پر اپنے اقتدار کو تحفظ دیا۔ آج ہم معیشت، سیاست، قانون، تعلیم غرض ہر میدان میں یورپ کی نقالی کر رہے ہیں ہم پر ایک مٹھی بھر ٹولہ مسلط ہے ایسا ٹولہ جو انگریز کے چلے جانے کے بعد ان کے مشن اور پروگرام اور طریقوں کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔ اس گروہ کے اذہان، ان کا فکر، ان کا ذہن ان کا قلب و دماغ وہی ہے جو انگریز کا تھا۔

ہم انگریز سے آزاد ہو گئے مگر اس کی ایک خبیث ذریت، ایک مختصر ٹولہ جو سارے نظام پر حاوی ہے اس سے ہم آزاد نہ ہو سکے۔ یہ ٹولہ ہماری آزادی اور حریت اسلام اور نظام شریعت کے لئے رکاوٹ ہے۔ آج میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں اے اکوڑہ کے لوگو! تم خوش قسمت ہو اللہ نے تمہیں اسلام کا عظیم مرکز دیا ہے آپ کے شہر سے عالم انسانیت میں جو علوم و معارف اور فیوضات پھیلے ہیں اس کی وجہ سے تمہارا نام روشن ہے۔ آج افغانستان میں بھی، باطل کے خلاف جو قائدین برسرپیکار ہیں وہ تمہارے دارالعلوم حقانیہ کے فیض یافتہ اور فضلاء کرام ہیں

اور یہ بھی سن لو کہ آج بھی پاکستان کے ایوانوں میں شریعت کے لئے ایک جنگ شروع ہے آپ سب روزانہ اخبارات پڑھتے ہیں۔ شریعت بل کا نام آپ سن رہے ہیں جس کے لئے ملک بھر میں ایک زبردست تحریک شروع ہو گئی ہے۔ لاہور، کراچی، سندھ، بلوچستان، سرحد، الحمدللہ کہ اس تحریک کی ابتداء اکوڑہ سے ہوئی۔ اس کا مرکز اکوڑہ ہے اس کے داعی اکوڑہ کے ہیں۔ آج دینی قوتیں، دینی جماعتیں، ہماری کوشش ہے کہ ان کو ایک محاذ پر جمع کرلیں اور ایک بھرپور جنگ کریں حکومت سے اسلام کے لئے۔

اور اس سلسلے میں متحدہ شریعت محاذ بنا دیا گیا ہے جس کے کنوینر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب ہیں آج کراچی سے خیبر تک سارے اکابر علماء، مشائخ اور دینی قوتیں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی قیادت میں متفق ہو رہی ہیں۔ آج تمام ملک میں تحریک چل پڑی ہے۔

اور لوگوں کا اسلامیانِ پاکستان کا ایک ہی مطالبہ ہے کہ

اے ظالم حکمرانو! اگر تم چاہتے ہو کہ ملک کا تحفظ ہو استحکام ہو امن ہو، روس سے ہندوستان سے، نجات ہو، سلامتی ہو گلی گلی کوچہ کوچہ میں جو خون بہایا جا رہا ہے اس سے امن ہو تو اس کا واحد راستہ یہی ہے کہ عملاً نظام شریعت نافذ کر دیا جائے۔ ہم نے عملی نفاذ کے لئے سینٹ میں شریعت بل پیش کر دیا ہے۔

اور اس کی سعادت بھی اہل اکوڑہ کو حاصل ہے۔ جس میں آپ کا مکمل حصہ ہے۔ شریعت کے لئے ایوان کے اندر یا باہر جو جنگ بھی ہو رہی ہے۔ اس کے اندر تمہارا پورا حصہ ہے۔

محترم بھائیو! آپ نفاذ شریعت اور شریعت بل کے منظور کروانے کے لئے کیا ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہیں (تو حاضرین نے ہاتھ کھڑے کئے اور سب نے بلند آواز سے کہا تیار ہیں۔

آج صرف یہ عیدگاہ نہیں پورے ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے لئے شریعت بل کے منظور کرانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کا عہد کیا جا رہا ہے انشاء اللہ یہ قربانیاں قبول ہوں گی۔

محترم بھائیو! حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم علیل ہیں اس لئے خود تشریف نہ لاسکے انہوں نے مجھے تاکید کی تھی کہ سب سے میرا سلام عرض کر دیں اور دعائیں بھی اور سب سے میرے لئے دعا کی درخواست کر دیں کہ اللہ کریم خدمتِ دین اور نفاذِ شریعت کے لئے صحت عطا فرماوے۔

خط و کتابت کرتے وقت اپنا خریداری نمبر ضرور تحریر کیجئے۔ اپنا پتہ صاف اور خوشخط اردو میں تحریر فرمائیے (ادارہ)